مصائب وپریشانی کا آسان حل

جس میں مسلمانوں کی پریشانیوں اور آئے دن پیش آنے والی
نئی نئی مشکلات کے حقیقی اسباب کا تجزیہ اور قرآن وحدیث
کی روشنی میں ان کا احتساب و دستور العمل

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ **ابرار الحق** صاحب نور اللہ مرقدہ
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

کیا نتیجہ ہوگا کیونکر ہوگا یہ اوہام چھوڑ
کام کر اور جس کا ہے کام اس پہ تو انجام چھوڑ
اجر لے ناکام ہو کر بھی نہ رب کا کام چھوڑ
وقت میں جدّ و جہد کر راحت و آرام چھوڑ
مجذوبؒ

مصائب و پریشانی کا

آسان حل

محی السنہ حضرت مولانا شاہ **ابرارالحق** صاحب مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

ناشر: انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: ۵۴۹۲۰

وعظ .... مصائب و پریشانی کا آسان حل

واعظ .... محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

مرتب .... محمد افضال الرحمٰن

ناشر .... انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ۔ لاہور

اشاعت دہم .... رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بمطابق اگست ۲۰۰۷ء
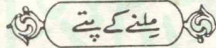
لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے

یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چڑیا گھر۔ شاہراہ قائداعظم۔ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر: 54000

پوسٹ بکس نمبر 2074 فیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد ۰ باغبانپورہ ۰ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 042-6551774

نگران اشاعت ڈاکٹر عبدالمقیم خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

32 راجپوت بلاک، نفیر آباد، باغبانپورہ۔ لاہور Mobile: 0300/0321-9489624

Ph: 042-6551774 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

محی السنّہ رخصت ہوئے

زیرِ نظر کتاب کی نئی کتابت ہوچکی تھی، طباعت کی تیاری تھی کہ خبر پہنچی: صاحبِ کتاب ہماری دُنیا سے رُخصت ہوگئے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی سُنّت کی پیروی کی اور اسی کی تلقین و ترویج فرمائی۔

دمِ رُخصت اُس کریم نے اِس جذبۂ عمل کی یوں لاج رکھی کہ اگرچہ طبیعت کافی مُدّت سے علیل تھی اور عمرِ مُبارک ۸۸ ویں سال میں داخل ہوچکی تھی لیکن نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تھے کہ یہ سُنّتِ نبوی ہے، اِنتقال کے روز بھی مغرب کی نماز باجماعت ادا کی، نماز کے بعد کھانسی کا دورہ پڑا، قے ہوئی، ناک سے خُون جاری ہوگیا، ضعف بڑھ گیا اور سانس اُکھڑ گیا، وقت موعود آن پہنچا اور دوسری نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ کا یہ پیارا اور اُس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سُنّتوں کا شیدا موت کا پُل عبور کرکے اَپنے مالک جَلّ جلالہٗ کے پاس پہنچ گیا اور کوئی سُنّت چھُوٹنے نہ پائی۔

پیارے کی جُدائی معمُولی سانحہ نہیں ہوتا، بجلی کی سرعت سے دُنیا بھر میں یہ خبر پھیل گئی، اندرون و بیرونِ ملک سے عقیدت مندوں کا تانتا بندھ گیا، نمازِ جنازہ کا وقت فجر کے بعد طے ہوا تھا، لیکن ہجوم کی وجہ سے جنازہ گھر سے عیدگاہ ساڑھے سات بجے پہنچا اور نماز کے بعد وہاں سے

ساڑھے گیارہ بجے قبرستان پہنچا۔ اہلِ دِل کا یہ پاکیزہ اجتماع محبّت اور اتّباعِ سُنّت کی برکت نہیں تو اور کیا ہے!

یہ سانحہ ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ بمُطابق ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء بروز منگل کو پیش آیا، ہردوئی، یوپی، بھارت مسکن تھا، وہی مدفن بنا۔

آج جب ہم سوچتے ہیں کہ ہم حضرت حکیمُ الامّت رحمۃُ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ کے دیدار اور فیضِ محبّت سے محروم ہو گئے تو آنسوؤں کی برکھا برسنے لگتی ہے اور دِل بحرِ غم میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ آج ہم دُکھی قلم کے ساتھ ٹائیٹل سے "دامت برکاتہم" کی جگہ "رحمۃُ اللہ علیہ" کے الفاظ لکھ رہے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ایمان اور یقین یہ ہے کہ:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعۡطٰی وَکُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی

خُدا سے لَو لگائی رات میں اُٹھ اُٹھ کر رو رو کر
الٰہی فضل کر اور رحم کر مرحوم اُمّت پر

○

سرِ محشر بھی ابراروں میں ان کا نام آئے گا
ہمیشہ رہتی دُنیا تک رہے گا جگمگائے گا

فہرست

عرضِ مُرتّب

باسمہٖ تعالیٰ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا اَمَّا بَعْدُ! مسلمانوں کو جن مصائب و پریشانیوں اور آئے دِن نئی نئی مشکلات و حوادث سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس کو اتفاقی یا وقتی مسئلہ کہہ کر اس سے صرفِ نظر کر لیا جائے، بلکہ پیش آنے والے مسائل کے حل کی طرف اگر مخلصانہ توجہ و مسلسل جدوجہد نہ کی گئی تو اُس کے نتائج خطرناک صورت میں ظاہر ہوں گے، اِس لئے ضروری ہے کہ حالاتِ موجودہ کے حقیقی اسباب اور ان کے صحیح حل کو تلاش کیا جائے، جس طرح صحیح عِلاج کے لِئے مرض اور اس کے اسباب کی مکمل تشخیص اور اس کے مناسب دوا و پرہیز ضروری ہے بغیر اس کے مریض صحت یاب نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح مسلمانوں کی پریشانیوں کے دُور ہونے کے لِئے انھیں دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ زیرِ نظر کتاب مصائب و پریشانی کا آسان حل جو کہ محیّ السُنّۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کا ۱۰ ر رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ یوم جمعہ مسجد حقی شہر ہردوئی کا وعظ ہے اس ضرورت کے لِئے ان شاء اللہ العزیز نسخۂ شافی ثابت ہوگا۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی نظرثانی و اجازت سے مجلس اس کو پیش کر رہی ہے۔ حق تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور اُمّت مسلمہ کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسّلام ——— محمد افضال الرحمٰن

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

۱۰ ر شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

❁

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ؕ (پ ۲۵ ع ۵)

اور تم کو جو کچھ مُصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمھارے ہی ہاتھوں کے کئے ہُوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت (سے گُناہوں) سے تو در گزر کر دیتا ہے۔

آج اُمّت پر جو مصائب و تباہی آ رہی ہے اور مختلف علاقوں میں جو پریشانیاں پیش آئیں، فسادات ہُوئے کرفیو لگا اس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں پر کیسی کیسی مُصیبتیں آئیں، کیا کیا پریشانیاں ہوئیں اس کا صحیح اندازہ تو ان لوگوں کو نہیں ہو سکتا جو اس سے مامون و محفوظ ہیں، پھر بھی مختلف ذرائع سے وہاں کے حالات کا تھوڑا بہت تو ہر ایک کو علم ہے ہی۔

حادثات سے سبق لیجئے

جہاں اس نوع کے حالات پیش آئے اور جو علاقے اس سے محفوظ رہے۔ دونوں ہی جگہوں کے لوگوں کے حالات و معاملات تقریباً یکساں ہی ہیں اِس لئے یہ صُورت حال ایسی ہے کہ اس میں ہر ایک کو سوچنا چاہیئے غور و فکر کرنا چاہیئے کہ اس کے کیا اسباب ہیں اور ان کا حل کیا ہے؟ اگر خود سمجھ میں نہیں

آنا تو جاننے والوں سے رجوع کرے اور ان سے معلوم کرے کیونکہ انسان کی یہ بالکل فطری بات ہے کہ خلافِ مزاج حالات پیش آنے پر اس کے اسباب اور علاج کے معلوم کرنے کی فکر کرتا ہے۔ مان لیجئے ابھی کسی کو کوئی جسمانی تکلیف ہو جائے تو فوراً اس کی فکر کرتا ہے ایسے ہی یہ معاملہ بھی ہے اس سے غفلت نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ غفلت برتنا یہ دوسروں کا طریقہ ہے مسلمان کا یہ معاملہ نہیں ہونا چاہیئے۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ[1]

"کیا وہ دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ سال میں ایک بار یا دو بار آزمائے جاتے ہیں پھر بھی وہ توجہ نہیں کرتے اور نہ سبق حاصل کرتے ہیں"۔

مُسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اِس قسم کے حالات سے سبق حاصل کرتا ہے نصیحت لیتا ہے۔

اپنا احتساب کیجئے

ایسے موقع پر لوگ ایک غلطی یہ بھی کرتے ہیں کہ ان حالات میں اپنے کو دیکھنے کے بجائے قصور دوسروں کا بتلاتے ہیں کہ فلاں نے غلطی کی، فلاں نے یہ کیا، حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ ہر شخص خود اپنا محاسبہ کرے کہ اس میں ہماری بھی غلطی ہے کہ نہیں؟ اس بات کو سوچنے کی ضرورت ہے، ہر شخص اگر

---

[1] پ ۱۱، ع ۵

دوسرے کی غلطی بتائے تو پھر اصلاح کیسے ہوگی؟ عِلاج کیسے ہوگا؟ یہ تو بالکل ایسا ہوگیا کہ ایک شخص نے اپنے مال اور روپے کی حفاظت کے لِئے اپنے مُنشی سے کہہ دیا کہ تجوری بند رکھنا، جس کمرے میں تجوری تھی اس کے لِئے ایک شخص کو ہدایت دی کہ کمرہ بند رہے اور وہ کمرہ جس احاطہ میں تھا اس کے پھاٹک کے لِئے ایک شخص سے کہا کہ وہ بند رہے تو اس نے تین آدمیوں کی ڈیوٹی لگادی، ایک کی تجوری پر، ایک کی کمرہ پر، ایک کی پھاٹک پر، اَب باہر سے آدمی آیا دیکھا پھاٹک کُھلا ہوا ہے وہ اندر گُھس گیا، آگے بڑھا تو دیکھا کہ وہ کمرہ کُھلا ہوا ہے اور اس میں جو تجوری رکھی ہوتی ہے وہ بھی کُھلی ہُوئی ہے چنانچہ موقع پاکر وہ سارا مال لے گیا، اب اس چوری ہو جانے پر تینوں میں سے ہر ایک دوسرے کی غلطی بتلائیں کہ فلاں کی غلطی ہے وہ کہے کہ فلاں کی غلطی ہے اور اپنی غلطی کوئی نہیں بتلاتا تو یہ حماقت ہے کہ نہیں؟ ایسے ہی مُعاملہ یہاں بھی ہے۔

اصلی سبب کو معلوم کیجیے

اس لئے میرے عزیز دوستو! ہم پر جو مُصیبتیں آتی ہیں، پریشانیاں آتی ہیں ہم پر جو ظلم وستم ہوتا ہے اس کی اَصل وجہ کیا ہے؟ اصل بیماری کیا ہے؟ کسی واقعہ کے کچھ تو اسباب ظاہری ہوتے ہیں جو کہ آنکھوں سے نظر آتے ہیں اور کُچھ اسباب باطنی ہوتے ہیں، عموماً ظاہری اسباب کی طرف نظر جاتی ہے اور اسی لحاظ سے تدابیر اختیار کی جاتی ہیں جو اسباب باطنی ہیں ان سے غفلت برتی جاتی ہے، اس کی طرف دھیان وتوجہ نہیں کی جاتی حالانکہ اَصل

اور بنیادی چیز وہی ہے کہ اس کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ بغیر اس کے یہ پریشانیاں دُور نہیں ہوسکتیں اور میں ایک مثال سے اس کی توضیح کرتا ہوں کہ ایک شخص ہے اس کو رات میں نیند نہیں آتی، کیوں؟ ہاتھ و پیر میں جو دانے نکلے ہُوئے ہیں ان میں سوزش ہے اور دانے خُون کی خرابی کی وجہ سے ہیں تو اب یہاں تکلیف کے دو سبب ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی، ظاہری سبب تو دانوں کا نکلنا اور ان میں سوزش کا ہونا ہے، اور باطنی سبب خُون کی خرابی ہے اب اگر صِرف دانوں کا عِلاج کرایا کوئی مرہم وغیرہ استعمال کیا تو وقتی طور پر تو فائدہ ہو جائے گا۔ تکلیف رفع ہو جائے گی مگر اصل بیماری جو خُون کی خرابی ہے، وہ تو بدستور موجود ہے لہٰذا پھر دانے نکل آئیں گے اور اگر اس کے ساتھ اصل بیماری کا عِلاج کرا لیا، تو پھر دانے وغیرہ کا قصّہ ہی ختم ہو جائے گا، صحت یاب ہو جائے گا، ایسے ہی مصائب و پریشانی کے جو اصلی اسباب ہیں ان کو معلوم کیا جائے پھر ان کا عِلاج کیا جائے۔

قرآنِ پاک کا تجزیہ

اس کے لِئے ایک بات کہتا ہوں کہ ہمارے آپ کے کچھ مُلازمین ہوں گے، ماتحتین ہوں گے، خدام ہوں گے ہمارا اُن کے ساتھ کیا برتاؤ رہتا ہے؟ کیا مُعاملہ رہتا ہے؟ ان میں سے بعضوں کو ہم ترقیاں دیتے ہیں، تنخواہ میں اضافہ کر دیتے ہیں اور عہدہ بھی بڑھا دیتے ہیں، اور بعضوں کی تنزلی کرتے ہیں، معطل کرتے ہیں، اور کبھی الگ بھی کر دیتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ بعضوں کے ساتھ ایسا مُعاملہ اور بعضوں کے ساتھ ویسا مُعاملہ یہ کیوں ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کے لِئے

کوئی نہ کوئی نظام اور قاعدہ مقرر کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہے وہ یہ کہ جو ماتحتین قاعدے کے موافق کام کرتے ہیں اور سو فیصد اطاعت کرتے ہیں ان کے ساتھ پہلے والا معاملہ کرتے ہیں اور جو بے اصولی کرتے ہیں حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ان کے ساتھ دوسرا والا معاملہ کرتے ہیں ایسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں بھی سزا کا یہی ضابطہ ہے جو سب کے لئے مقرر ہے۔ فرمایا گیا۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ؁[1]

نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہلِ کتاب کی تمناؤں سے، جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جاوے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا اور نہ مددگار ملے گا۔

ایسے ہی جو لوگ اپنے فرائض و واجبات کو ادا کرتے ہیں، اپنی ڈیوٹی کو انجام دیتے ہیں، خود بھی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں اور جہاں اچھی بات کہنا ضروری ہے وہاں کہتے ہیں، خود بھی بری باتوں سے رکتے ہیں اور جہاں روکنا ضروری ہے وہاں روکتے ہیں تو کیا ایسے لوگوں پر مصیبت آئے گی؟ تنزلی آئے گی؟ یا عہدہ اور ترقی ملے گی؟ جب ہم ایک ناقص

---

[1] پ ۵، ع ۱۵

اور کمزور انسان ہو کر ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان تو بہت ہی اعلیٰ وارفع ہے وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ وہ ناانصافی اور حق تلفی سے پاک ہے، فرمایا گیا۔

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝[1]

تمھارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝[2]

اللہ انسانوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن انسان خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

سزا تو نافرمانوں کو دی جاتی ہے، جو لوگ اطاعت کرنے والے ہیں ان کو تو انعام ملتا ہے، ارشاد فرمایا گیا۔

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝[3]

اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم حق کو مانو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑی قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں۔

گر با پدر جنگ جوید کسے

جب اللہ کا یہ قانون معلوم ہو گیا تو اب ہر شخص اپنے دل کو ٹٹولے، اپنا جائزہ لے کہ ہم سے کیا کیا گناہ ہو رہے ہیں ہر شخص اپنے کو دیکھے کہ ہم سے کیا کیا

---

[1] پ ۲۴ ع ۲۰ [2] پ ۱۱ ع ۱۰ [3] پ ۵ ع ۱۷

غلطیاں ہو رہی ہیں، کیوں صاحب میں آپ ہی لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کوئی لڑکا اپنے والد کا کہنا نہیں مانتا، اس کے ساتھ لڑائی کرتا ہے تو کیا نتیجہ ہوگا؟ والد اس کو نکال کر باہر کرتا ہے، سپاہی و فوجی حکومت کی بغاوت کرتے ہیں تو ان کا انجام کیا ہوگا؟ ماتحتین افسر کی حکم عدولی کریں تو اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے؟ شیخ سعدیؒ نے اسی کو اپنے الفاظ میں فرمایا ہے۔

گر با پدر جنگ جوید کسے بے گماں خشم گیرد بسے

بڑوں کو ناراض کرنے کا انجام اچھا نہیں ہوتا تو والد کی نافرمانی کرنے سے لڑکے کو سزا ملے، حکومت کی نافرمانی کرنے سے فوجی کو سزا ملے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاتی رہے اور گناہ کئے جاتے رہیں اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی، کوئی سزا نہیں ملے گی؟ کب تک مہلت دی جاتی رہے گی؟ پکڑ تو ہوگی۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ[1]

اے انسان تم کو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ کی جانب سے (فضل) ہے اور جو کوئی مصیبت پیش آئے وہ تیرے ہی (اعمالِ بد کے) سبب سے ہے۔

تو یہ مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ بہت سی غلطیوں کو تو معاف فرما دیتے ہیں اس پر مواخذہ نہیں فرماتے

---

[1] پ ۵، ع ۸

قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ[1]

اور تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمھارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت تو درگزر ہی کر دیتا ہے۔

سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی کی تشریح فرمائی ہے۔

لَا تُصِيْبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا وَمَا دُوْنَهَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُوْا اَكْثَرُ[2]

بندے کو جو کوئی ہلکی یا سخت مصیبت پیش آتی ہے تو وہ اس کے گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں۔

اگر ساری غلطیوں اور گناہوں پر مواخذہ ہونے لگے تو پھر کیا حال ہوگا؟ اس کو بھی قرآنِ پاک میں بتلا دیا گیا۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ج[3]

اگر اللہ تعالیٰ پکڑ کرے انسانوں کی ان کے عملوں پر تو نہ چھوڑے زمین کی سطح پر ایک بھی ہلنے چلنے والا، لیکن وہ ایک مقررہ وقت

---

[1] پ ۲۵ ع ۵ [2] ترمذی بحوالہ تفسیر مظہری ۲ / ۱۶۸ [3] پ ۲۲ ع ۱۷

تک ان کو ڈھیل دیتا ہے۔

ہمارا موجودہ معاشرہ کیسا ہے؟

آج اُمّت کا کیا حال ہو رہا ہے؟ بڑا عجیب اور افسوس ناک حال ہے جو بات کہی جاتی ہے وہ اکثر لوگوں کے لحاظ سے کہی جاتی ہے، اکثریت کا کیسا معاملہ ہے، عبادات میں کوتاہیاں ہو رہی ہیں، نماز کا اہتمام نہیں، جماعت کا اہتمام نہیں، روزے قاعدے کے موافق نہیں رکھتے، وضع قطع اسلامی نہیں، چہروں پر شرعی داڑھیاں نہیں، گھروں میں شرعی پردہ کی فکر نہیں، مُعاملات لین دین میں کسی سے پُوچھتے نہیں جو جی میں آیا وہ کر لیا، شادی بیاہ، عقیقہ، ختنہ اور دوسری تقریبات میں رسم و رواج اور فضول خرچیاں کی جاتی ہیں، گھروں میں گانا باجا ہوتا ہے، بعض جگہ فساد ہو رہا ہے اور اس کے متصل جہاں امن ہے وہاں ٹیلی ویژن چالو ہے، ویڈیو چالو ہے، وی سی آر گانا باجا ہو رہا ہے اور خرافات ہو رہی ہیں، اور گُناہ ہو رہے ہیں یہ تو حالات ہیں پھر مُصیبتیں اور پریشانیاں کیوں نہیں آئیں گی؟ کب تک مُہلت ملے گی، کب تک موقع دیا جائے گا، کبھی نہ کبھی تو پکڑ ہو گی ہی۔

مسلمانوں کا احتساب حدیث کی روشنی میں

گُناہوں کی وجہ سے مُصیبتیں آتی ہیں اور بعضے گُناہ خاص ہیں کہ ان کو کرنے سے خاص سزائیں ملتی ہیں اس وقت چونکہ موقع نہیں ہے صِرف ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ اس میں پانچ گُناہوں کو ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے کرنے پر کیا سزائیں ملیں گی، اس کو بتلایا گیا ہے۔ حضرت

عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور حضرات مہاجرین کو مُخاطب کرتے ہُوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ باتیں ہیں، خُدا کی پناہ تم ان میں مُبتلا ہو۔

(۱) کسی قوم میں ظاہر نہیں ہُوئی بے حیائی کی باتیں کہ وہ لوگ انکو کُھلّم کُھلا کرنے لگیں مگر یہ کہ مُبتلا ہُوئی وہ قوم طاعون میں اور ایسی بیماریوں میں جو کبھی نہ ہُوتی ہوں گی اس سے پہلے گُزرے ہُوئے لوگوں میں۔

(۲) ناپ تول میں کمی نہیں کی مگر وہ لوگ مُبتلا ہُوئے قحط سالی اور سخت مُشقت اور حکّام کے ظلم میں۔

(۳) کسی قوم نے زکوٰۃ نہیں بند کی مگر وہ محروم کئے گئے آسمانی بارش سے اگر جانور نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی۔

(۴) کسی قوم نے عہد شکنی نہیں کی مگر ان پر اللہ تعالیٰ نے مُسلّط کیا دوسری قوم کے دُشمن کو جنہوں نے زبردستی اُن کے مال و دولت کو لیا۔

(۵) ان کے حکام نے اللہ تعالیٰ کے حُکم کے خلاف فیصلے نہیں کئے اور اللہ کے نازل کردہ احکام کو نہیں اختیار کیا مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان میں باہم قتل و قتال پیدا کیا۔[۱]

جن پانچ گناہوں کو ذکر کیا گیا ان میں تقریباً سبھی گُناہ ہو رہے ہیں بلکہ اور بھی ہو رہے ہیں تو پھر ایسی حالت میں اُمّت فلاح کیسے پاسکتی ہے؟ اور اس کی پریشانیاں کیسے ختم ہوسکتی ہیں؟ سوچنے کی بات ہے کہ اتنے مصائب

---

[۱] ابنِ ماجہ / ۳۰۰

اور حوادث کے بعد ہمارے گھروں میں جو گُناہ ہو رہے تھے ان میں کتنے ختم ہو گئے! ہم جن گُناہوں میں مُبتلا تھے ان میں کتنوں کو ہم نے چھوڑا؟ جن طاعتوں میں کوتاہیاں ہو رہی تھیں ان میں کتنوں کو ہم کرنے لگے؟ ہر شخص خود غور کرے، سوچے، کوئی شخص زہر کھاتا رہے اس کو صحت کیسے ملے گی؟ بدپرہیزی مُسلسل کرتا رہے تو پھر کیا حال ہو گا؟ گُناہ تو زہر ہے اس سے تباہی اور بربادی کے علاوہ اور کیا حاصل ہو گا؟

بے حسی و غفلت

آج ہمارا حال کیا ہو رہا ہے؟ آفات و مصائب و پریشانیاں آتی ہیں ان کے لئے اسباب و علاج بتلایا جاتا ہے بزرگوں کی باتیں سُنائی جاتی ہیں ان پر عمل کرنے سے کبھی کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ مگر ان باتوں کے سُننے کے لیے بھی ہمارے پاس موقع نہیں۔ اس کے لئے ہمارے پاس وقت بھی نہیں نکلتا تو پھر اِصلاح کیسے ہو گی؟ کانوں میں دین کی باتیں کیسے پڑیں گی؟ جو مواقع ہوتے ہیں ہم ان کی قدر تو کرتے نہیں تبلاؤ کیا ہو گا؟ ایک بات بار بار کہی گئی کہ جُمعہ کی اذان کے بعد کُچھ دین کی باتیں بیان ہوتی ہیں پہلے سے آجائیں تاکہ دین کی باتیں کانوں میں پڑیں مگر کتنے لوگ اس پر عمل کرتے ہیں، پوری باتیں سُننے والے تھوڑے لوگ ہوتے ہیں مدرسہ کے لوگ تو ہوتے ہی ہیں اور یہ مہمان تو آتے ہی ہیں اِسی لئے مقصد یہ ہے کہ سب کو نفع ہو، سب کو فائدہ ہو، آج کل عصر کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ کے نام سے جو کتاب ہے وہ سُناتی جاتی ہے۔ اس میں ایک منٹ لگتا ہے اس

کے لیے سب کے سب نہیں بیٹھتے۔ اس کے لئے بھی فکر نہیں، اہتمام نہیں
بھائی ایک منٹ کے لئے تو بیٹھو، دو منٹ کے لیے تو بیٹھو تاکہ کچھ دین
کی باتیں معلوم ہوں، کیا کیا گناہ ہیں اور ان کے نقصانات کیا ہیں وہ معلوم ہو
جب یہ باتیں معلوم نہیں ہوں گی تو پھر علاج کیسے ہوگا؟ دوائیں کیسے پہنچیں
گی؟ ذرا سوچو جب دوا و علاج نہیں ہوگا تو پھر مریض کمزور ہوتا چلا جائے گا،
طاقت ختم ہوتی چلی جائے گی پھر اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ جس کا جو جی چاہے گا
وہ کرے گا، ذرا سا بچہ مار پیٹ لے گا۔ بعض مہمان آئے انکو حیرت ہوتی
اور تعجب کا اظہار کیا کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ ان کو پانچ منٹ بھی بیٹھنا مشکل ہے
تو میں نے کہہ دیا کہ کوئی عذر ہوگا، کوئی بیمار ہوگا، استنجے کی ضرورت ہو
گی، اس پر وہ کہنے لگے کہ کتنے کتنے آدمیوں کو ایک دم استنجے کی ضرورت ہو
گئی؟ تو میں نے کہا کہ بھائی نیک گمان رکھو خود سوچو۔ میرے دوستو! ہماری
حالت بدلے تو کیسے بدلے؟ مریض کو خود اپنے علاج و دوا کی فکر نہ ہو تو
وہ کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے؟ اس کو صحت کیسے مل سکتی ہے۔ قرآن پاک
میں فرمایا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا
بِاَنْفُسِهِمْ [1]

واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک
کہ وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے۔

---

[1] پ ۱۳ ع ۸

یہ تو اسلاف تھے ہمارے

ہمارے بزرگوں نے دین کی خاطر کیسی کیسی محنتیں اور مشقتیں اُٹھائی ہیں حضرت مولانا کرامت علی صاحب رحمۃُ اللہ علیہ جونپور کے اچھے مشہور خاندان کے تھے جب پڑھ کر آئے تو معلوم ہوا کہ جونپور میں شیعیت کا اتنا اثر ہے کہ تین وقت کی اذان ہورہی ہے، وہاں کے جو ذمّہ دار نوّابین تھے اُن کے اثر کی وجہ سے یہی سلسلہ برسوں سے چل رہا تھا، ظہر و عصر دونوں ایک ساتھ پڑھتے تھے اس کے لِئے ایک اذان ہوتی تھی، مغرب و عشاء ایک ساتھ اِس کے لِئے دوسری اذان، پھر فجر کے لِئے اذان تو یہ کیفیت تھی، اَب مولانا نے محسوس کیا کہ جب اس کے خلاف کیا جائے گا اور پانچ وقت کی اذان دیں گے تو لوگ ماریں گے پیٹیں گے چنانچہ اس کے لِئے اُنھوں نے انتظام کیا اور تیاری کی کہ ایک لالہ صاحب تھے وہ لاٹھی چلانا جانتے تھے اس کے فن سے واقِف تھے مولانا ان کے پاس گئے اور کہا کہ ہم بھی اس کو سیکھیں گے ہم کو اجازت دیجئے۔ اُنھوں نے کہا اچھی بات ہے۔ چنانچہ مولانا سیکھنے کے لِئے ان کے پاس جانے لگے، چند دن کے بعد یہ ہوا کہ لالہ صاحب نے تنہائی میں مولانا کو الگ مشق کرانی شروع کردی اَب تو ان کے جو شاگرد غیر مُسلم تھے وہ سب شاکی ہوگئے اور ان میں بیزاری شروع ہوگئی کہ ایک ملیچھ شخص کو الگ اور تنہائی میں سکھاتے ہیں اور ہم لوگوں کو اتنے دِن ہوگئے ہم کو نہیں سکھایا اور لالہ صاحب کا معمول یہ تھا کہ اس کی گائے تھی جب شام کو مغرب کے بعد وہ چر کر آتی تو اس کی جگہ کی صفائی کرتے، جھاڑو دیتے

اس کے چارے اور پانی کا انتظام کرتے، ان سب سے فارغ ہونے کے بعد پھر لوگوں کو سکھاتے، تو اس نے سب کو جمع کرکے کہا کہ جب سے مولانا صاحب آنے لگے تو میں نے یہ دیکھا کہ شام کو گائے کے بندھنے کی جو جگہ ہے اس میں جھاڑو لگی ہوئی صاف ستھرا ناند میں پانی بھی ہے اور چارہ بھی ہے۔ میں خود جیسا انتظام کرتا تھا بالکل ویسا ہی انتظام، ایک دن ایسا ہوا، دو دن ایسا ہوا، تیسرے دن ایسا ہوا، پہلے تو ادھر کوئی دھیان نہیں ہوا، میں سمجھا کہ کوئی کر جاتا ہوگا لیکن جب مسلسل یہی ہوتا ہوا دیکھا تو فکر ہوئی کہ یہ کام کون کرتا ہے؟ تو میں آڑ میں چھپ گیا تو دیکھا کہ مغرب کی نماز پڑھ کر مولانا آئے جھاڑو دی، صاف کیا، کنویں سے پانی بھرا اور اس کے چارے کا انتظام کیا تو اس دن مجھے معلوم ہوا کہ یہ کام مولانا کرتے ہیں، اب اسی سے اندازہ کر لو کہ جب استاذ کے جانور کی خدمت اس طرح کر رہے ہیں تو پھر آگے کو کیا معاملہ ہوگا، آج استاد کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ جب تک پڑھیں گے اس وقت تک شاگرد ورنہ کہتے ہیں کہ اب تو ہم بھی ہو گئے۔ خیر دین کی خاطر ایک غیر مسلم کے جانور کی خدمت کرکے اس کو سیکھا چنانچہ جب دین کا کام شروع کیا اور مخالفت ہوئی دس دس بیس بیس آدمیوں نے مارنے کے لئے گھیرا تو اسی فن کی بدولت مار کر نکل آتے، جب تبلیغ کے لئے بنگال تشریف لے گئے اپنے ساتھ ڈیڑھ سو شاگردوں کو لے کر گئے چونکہ تاجرانہ شکل میں تھے اس لئے رات کو پہرہ دیا کچھ لوگ آئے لوٹنے کے لیے مگر وہاں بھی لکڑی کارآمد ہوگئی۔ چار چار سو پانچ پانچ سو کا گروہ لوٹنے

والوں کا آنا تھا لیکن غالب نہیں ہو پاتے تھے، پھر دھیرے دھیرے آپ نے وہاں کام کیا، حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃُ اللّٰہ علیہ نے جب جہاد کی تیاری کی ہے تو اس کے لِئے تیرنا بھی سیکھا ہے، دلی سے آگرہ تک جمنا ندی میں تیرتے چلے جاتے تھے۔ مسجد فتحپوری میں پتّھر کا فرش تھا گرمی کے زمانے میں بارہ بجے ایک بجے دن میں دھوپ میں جب پتّھر گرم ہو جاتا تھا تو اس پر چلا کرتے تھے، جہاد میں جانے کی مشق کیا کرتے تھے۔ ان بُزرگوں نے دین کی اشاعت کے لِئے کیسی کیسی مشقتیں برداشت کیں اور آج ہمارا کیا حال ہے؟ دین سیکھنے کے لِئے اصلاح و درستگی کے لِئے سہولتیں اور آسانیاں مہیّا ہیں اس کی قدر نہیں، جن لوگوں پر مُصیبتیں، پریشانیاں آئیں ان کے حالات کا آپ کو پورا علم نہیں ہے۔ جہاں بھائی کُچھ بھی نہیں ہوا آدھے گھنٹے، ایک گھنٹے کا کرفیو ہوتا تو پتہ چلتا کیا تکلیف ہوتی ہے، جہاں آٹھ دِن سے کرفیو لگا ہوا ہے گھر سے آدمی نِکل نہیں سکتا۔ اِن کے ساتھ کیا کیا حالات پیش آئے اس کو ذرا سوچو یہاں اس طرح کی صورتِ حال نہیں پیش آئی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارے اعمال ان سے اچھے ہیں، ہمارا مُعاملہ اور ہمارے حالات سب ٹھیک ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے، یہ اللّٰہ تعالیٰ کا رحم و کرم ہے، ہم کو موقع مِلا ہوا ہے اس کی قدر نہیں کرتے، حالات سب جگہ یکساں ہیں بس رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے طفیل میں ایک دم عذاب نہیں آتا اس لِئے جو موقع مِلا ہُوا ہے اس کی قدر کرنا چاہیئے اور ہر ایک کو اپنی اِصلاح و درستگی کی کوشش میں لگ جانا چاہیئے،

دُوسروں نے کیا کیا؟ اُنھوں نے کیا غلطی کی؟ اس کے بجائے جو اصلی سبب ہے اس کی طرف نظر ہونا چاہیئے کہ ہم سے کیا کیا غلطیاں ہو رہی ہیں، کیا کیا گُناہ ہو رہے ہیں؟

حالاتِ حاضرہ کا سبب اور حل

ظاہر ہے کہ اُمّت کی تباہی اور طرح طرح کی پریشانیوں اور مُصیبتوں کی اصل وجہ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا وہ گُناہ اور بدعملی ہے ان کا حل اور علاج یہی ہے کہ بدعملی کو دُور کیا جائے، کامل اطاعت کی جائے کیونکہ بغیر اس کے فلاح و کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی، حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو اپنے الفاظ میں فرمایا ہے۔

بلائیں تیر اور فلک کماں ہے چلانے والا شہ جہاں ہے
اسی کے زیرِ قدم اماں ہے بس اور کوئی مفر نہیں ہے

بدعملی کے اسباب کی تحلیل

بدعملی کے سبب دو ہیں، ایک صحیح علم کا نہ ہونا، دوسرے علم کے موافق عمل نہ ہونا کیونکہ مُشاہدہ ہے کہ بعض دفعہ اللہ کے حکم کی مُخالفت احکام کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور بعض دفعہ احکام کا علم تو ہوتا ہے مگر عمل نہیں ہوتا اصل یہ ہے کہ جو کام بھی ہم کرنا چاہتے ہیں خواہ وہ کام دین کا ہو یا دُنیا کا ہو اس میں دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک روشنی دوسرے طاقت، ہر کام کے لِئے دونوں چیزیں ضروری ہیں، اگر دُنیا کا کام ہے تو اس کے لِئے مادی روشنی اور مادی طاقت کی ضرورت پڑے گی، اگر دین کا کام ہے

دینی روشنی یعنی علم اور روحانی طاقت کی ضرورت پڑے گی۔ روشنی سے راستہ معلوم ہو جائے گا، صاف نظر آئے گا اور طاقت سے وہ راستہ طے ہو جائے گا، مثال کے طور پر مسجد جانا ہے تو اس کے لئے روشنی ہونا چاہیئے اور طاقت بھی ہونا چاہیئے تاکہ مسجد جایا جا سکے، ایک شخص تندرست ہے، صحت مند ہے مگر آنکھوں سے معذور ہے یا اس کی آنکھ میں پٹی باندھ دیجئے اور اس سے کہتے کہ مسجد جاؤ تو کیا وہ مسجد پہنچ جائے گا؟ نہیں پہنچے گا، ٹھوکریں کھائے گا، چوٹ لگے گی، بات کیا ہے؟ ایک چیز تو اس کے پاس موجود ہے یعنی طاقت مگر نظر نہیں آ رہا ہے، روشنی نہیں ہے اس لئے مسجد نہیں پہنچ سکتا، ایسے ہی ایک شخص ہے مسجد اس کے قریب میں ہے، اذان کی آواز کان میں پڑتی ہے لیکن مسجد نہیں پہنچ پاتا، جماعت میں حاضر نہیں ہو پاتا کیوں؟ کمزوری اتنی ہے کہ چلا نہیں جاتا خود سے اُٹھ بیٹھ نہیں پاتا جس کی وجہ سے مسجد کی حاضری سے محروم ہے تو یہاں روشنی ہے لیکن طاقت نہیں ہے ایسے ہی بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کو دین کے مسائل کا علم ہے، جانتے ہیں کہ نماز پڑھنا چاہیئے مگر نہیں پڑھتے، روزہ رکھنا چاہیئے مگر نہیں رکھتے پردہ کرنا ضروری ہے نہیں کرتے اور بھی کام ہیں کہ جن کا کرنا ضروری ہے نہیں کرتے کیوں؟ روحانی کمزوری ہے، طاقت نہیں ہے۔

عملی طاقت کیا ہے؟

عمل کی طاقت کیا ہے کہ اس کے نہ ہونے کی وجہ سے انسان اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ

اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف ہے اس کی ہی کمی کی وجہ سے اِنسان عمل نہیں کرتا، کیونکہ انسان کام یا تو محبت کی وجہ سے کرتا ہے یا خوف کی وجہ سے کرتا ہے یا تو کام اس لِئے کرتا ہے کہ کھانے کو انڈے ملیں گے یا پھر کام اس لِئے کرتا ہے کہ ڈنڈے سے بچیں گے' محبت ایسی چیز ہے کہ اس سے سردی بھی بھاگ جاتی ہے، گرمی بھی چلی جاتی ہے۔ از محبت تلخہا شیریں بود سردی کا زمانہ ہے لحاف میں پڑے ہُوئے سو رہے ہیں۔ اذان ہو رہی ہے اُٹھایا جا رہا ہے نہیں اُٹھ رہے ہیں لیکن اذان سے پہلے ہی دوست آ گئے دوست نے کہا ارے بھائی شکار میں چلتے ہو جیپ تیار ہے چل رہی ہے تو فوراً خوشی سے اُٹھ جائے گا اور تیار ہو جائے گا۔ کیوں؟ شکار کی محبت ہے! اسی کو مجذوبؔ صاحب نے فرمایا۔

رات بھر رہتا ہے تجھ کو انتظار	ہوا اگر وقت سحر قصد شکار
اور نمازِ فجر کا پڑھنا ہے بار	آنکھ کُھل جاتی ہے بار بار
دین میں آخر اتنا کیوں سُست ہے	اَرے کہ تو دُنیا میں اتنا چست ہے

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ مشہور ہے "شکار کار بیکاراں ست" شکار کا مشغلہ بیکار لوگوں کا کام ہے۔ انسانوں کے پاس جانے کا موقع نہیں ان کے پاس بیٹھنے کا موقع نہیں تو پھر اچھا ہے جانوروں کے پیچھے پیچھے چلو، یہ کیا بات ہے، بعضوں کو مسجد میں آنے میں عذر ہوتا ہے، کسی نے ان کو اطلاع کر دی کہ آج عشاء کی نماز کے بعد ایک سیٹھ صاحب آئے ہیں وہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کو کچھ تحفہ دیتے ہیں کم از کم

سو روپیہ کا نوٹ تو دیتے ہی ہیں تو اس کی اطلاع ملتے ہی مسجد میں آنے کا جو عذر تھا وہ ختم ہو جائے گا اور مسجد میں آئیں گے اور جماعت میں شریک ہونگے کیوں؟ مال کی محبّت ہے، اب آدمی خود سوچے کہ سو روپے کے نوٹ کی خاطر تو ہم مسجد پہنچ جائیں اور عشاء و فجر کی نماز باجماعت مسجد میں پڑھ کر رات بھر کی عبادت کا ثواب مل جائے اس کی خاطر مسجد نہ پہنچے؟ یہ کیا بات ہے رات بھر کی عبادت کا ثواب سو روپے کے نوٹ سے نعوذ باللہ کم ہے گھٹیا ہے معلوم ہوا کہ پیسے کی محبّت زیادہ ہے، عبادت کی محبّت کم ہے پیسہ کمانا یہ منع نہیں ہے حلال کمائی تو فرض ہے، کمائیے گا نہیں تو پھر بیوی بچّوں اور متعلقین کا نان و نفقہ کہاں سے پورا کرے گا؟ نیک کاموں میں کیسے خرچ کرے گا؟

تو کمانا منع نہیں ہے ہاں اِس سے محبّت منع ہے، محبّت اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سب سے زیادہ ہو ؎

کسبِ دُنیا تو کر ہوس کم کر اِس پر تو دین کو مُقدم رکھ
ایک ذرا اس کی لو کو مدھم کر دینے لگتا ہے پھر دھواں یہ چراغ

بات میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محبّت سے مُشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے ایسے ہی خوف کا مُعاملہ ہے کسی کو خوف ہو تو سردی بھی بھاگ جاتی ہے، خوف ہو تو گرمی بھی چلی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر گرمی میں ایک شخص چھٹی کے وقت اپنے کمرے میں آرام کر رہا ہے، اطلاع آئی کہ فلاں صاحب ملنے کے لئے آئے ہوئے ہیں تو کہہ دے گا کہ بھائی اس وقت لیٹ گیا ہوں، آرام کا

کا وقت ہے شام کو مُلاقات کرلیں، ظاہر ہے کہ وہ صاحب تو واپس چلے جائیں گے اب اس کے بعد ہی اطلاع آئی آپ کے افسر و حاکم صاحب آئے ہوئے ہیں، آپ کو بُلا رہے ہیں حالانکہ گرمی ہو رہی ہے، دھوپ ہو رہی ہے چُھٹی کا وقت ہے آرام کر رہے ہیں مگر اطلاع مِلتے ہی جلدی سے نِکل کر باہر آجائے گا، گرمی وغیرہ سب ختم ہو جائے گی، تو کیا چیز ہے، یہاں خوف ہے ڈر ہے اس کی وجہ سے فوراً نکل آیا تو بات یہی ہے کہ کام یا تو محبّت کی وجہ سے ہوتا ہے یا خوف کی وجہ سے ہوتا ہے، کہیں محبّت ہوتی ہے کہیں خوف ہوتا ہے یہ دونوں چیزیں انسان میں پیدا ہو جاتیں، اللہ کی محبّت جیسی ہونی چاہیئے ویسی محبّت ہو جائے، اللہ کا خوف جیسا ہونا چاہیئے ویسا خوف ہو جائے تو پھر علم کے موافق عمل شروع ہو جائے گا، تو بدعملی جو بگاڑ و خرابی کی جڑ ہے اس کے دُور کرنے کے لئے علمِ صحیح کی ضرورت اور اس پر عمل کرنے کے لیے طاقت یعنی اللہ کی محبّت اور اس کا خوف اس کی ضرورت ہے کہ اس کے بعد ان شاء اللہ اُمّت کو صلاح و فلاح حاصل ہوگی۔

دستور العمل

اب ان تینوں اُمور کے لِئے ایک مختصر سا دستور العمل بتلایا جاتا ہے۔

عِلم حاصِل کرنے کا طریقہ

(۱) (الف) جو لوگ پڑھے ہُوئے ہیں وہ مُعتبر کتابیں دینی عُلماء سے پُوچھ کر دیکھا کریں مثلاً بہشتی زیور، تعلیمُ الدین، تعلیم الاسلام، حقوق الاسلام، حکایاتِ صحابہ، ایک منٹ کا مدرسہ، حیات المسلمین، جزاء الاعمال، جہاں سمجھ

میں نہ آوے نشان لگا دے اور اس جگہ کو کسی عالم سے پُوچھ لے۔

(ب) جو علمِ حاصِل ہو اس کو مسجد یا بیٹھک میں کتاب سے سُنا دے۔

(ج) اپنے گھر کی عورتوں اور بچّوں کو بھی بتلا دے۔

(د) جنھوں نے مسجد میں سُنا ہے وہ اسکو دھیان میں چڑھا کر گھر والوں کو سُنا دیں۔

(لا) جو کام کرنا ہو اس کا شرعی حکم معلوم کریں، بستی یا قربِ جوار میں اگر کوئی عالم نہ ہو تو ایسے مُعاملات کو لکھ کر ان کا شرعی حکم معلوم کر لیا کریں اس طرح بہت سے مسئلے معلوم ہو سکتے ہیں۔

② جو لوگ اَن پڑھ ہیں وہ کسی مناسب شخص کو اپنے یہاں رکھ لیں کہ وہ دینی کتابیں سُنا دیا کرے، جس طرح پانی کی ضرورت کے لِئے کنویں گاؤں اور بستی میں بناتے ہیں اسی طرح دینی کنواں یعنی اہلِ علم کا نظم کریں۔ اس کے لئے آسان تدبیر اور سہل طریقہ تفصیل کے ساتھ معلوم کرنے کے لِئے احقر کی کتاب اشرف النظام کو دیکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی محبّت بڑھانے کا طریقہ

(ا) اللہ تعالیٰ کے انعامات سوچے مثلاً انسان بنایا پھر کھانے پینے رہنے سہنے کا ایسا انتظام کیا کہ لاکھوں کو میّسر نہیں ہے پھر ایمان کی نعمت دی اس کے ساتھ ساتھ دیگر اعمال صالحہ کی اور جسم کے اعضاء کی صحت عطا فرمائی۔

(ب) کوئی وقت مقرر کر کے سو مرتبہ کلمۂ طیبہ اور سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ دُرُود شریف اس نیّت سے پڑھا کرے کہ اللہ تعالیٰ کی محبّت بڑھے

اور اسی نیّت سے سُبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر مُتفرق اوقات میں بلا کسی گنتی کی پابندی کے پڑھے۔

(ج) جو کوئی دینی کام کرے تو یہ نیّت رکھے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی محبّت بڑھے مثلاً وُضو کرنے، سلام کرنے کے وقت ایسی نیّت رکھے۔

(د) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت کا مُطالعہ رکھے، اِسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات اور بُزرگانِ دین کے حالات کو پڑھا کرے۔

(ھ) کسی اللہ والے کی صُحبت اختیار کرے اور ان سے خط وکتابت رکھے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کا طریقہ

① مرنے کو سوچے کہ آخرت کے لیے کیا کیا تیاری کی ہے، وہاں کیا کیا اعمال کام آئیں گے۔

② اللہ تعالیٰ کے قید خانہ یعنی جہنم کے حالات کو معلوم کرے اور سوچے کہ فرائض کے چھوڑنے پر اور ناجائز کاموں کے کرنے والے کے لیے یہ سزا ہے، جہنم کا بچھو، سانپ کسی کو ڈس لے تو سو سال تک زہر کا اثر نہیں اترتا ہے۔ اہلِ شرک کے لِئے آگ کا ہلکا عذاب جہنم کا یہ ہے کہ آگ کے جوتے پہنائے جاویں گے، جن کی گرمی سے دماغ مثل ہانڈی کے کھولے گا۔ لہٰذا ایسے اعمال سے اہتمام سے بچے جو کُفر وشرک تک پہنچا دیتے ہیں۔

③ کسی اللہ والے کی صُحبت اختیار کرے۔

دستور العمل کا فائدہ یہ مختصر سا دستور العمل ہے ان پر عمل کرنے سے ہر مومن ان شاء اللہ ولی بن سکتا ہے اس لئے ہر ایک علم و عمل سے آراستہ ہو جانے کو طے کر کے توکلاً علی اللہ تعالےٰ اس کا اہتمام شروع کر دے تو ان شاء اللہ جلد کامیابی کی توقع ہے اور اس سے فلاحِ دارین حاصل ہوگی۔ اب دُعا کریجئے کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

دِل میں لگا کے اُن کی لو

کر دے جہاں میں نشرِ ضو

شمعیں تو جل رہی ہیں سو

بزم میں روشنی نہیں

۱۔ جس نے کہنا مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہنا مانا اللہ تعالیٰ کا۔ (پ ۵، ع ۸)

۲۔ وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کرنے کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (ترمذی شریف)

۳۔ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان بھائی کو مالی یا جانی نقصان پہنچائے یا فریب کرے (ترمذی شریف)

۴۔ دنیا میں اس طرح رہو جیسے مسافر رہتا ہے (جامع الصغیر)

۵۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ بخاری

۶۔ ماں باپ کی ناراضگی کا وبال دنیا میں بھی آتا ہے (مشکوٰۃ شریف)

۷۔ غنیمت سمجھو پانچ چیزوں کو پانچ چیزیں آنے سے پہلے۔

- زندگی کو موت سے پہلے
- تندرستی کو بیماری سے پہلے
- فراغت کو مشغولی سے پہلے
- جوانی کو بڑھاپے سے پہلے
- مالداری کو فقر سے پہلے (جامع الصغیر)

دستور العمل

منجملہ ارشاداتِ عالیہ حکیم الامّت مجدّد الملّۃ حضرت شاہ محمّد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

وہ دستور العمل جو دِل سے پردے اُٹھاتا ہے جس کے چند اجزاء ہیں۔ ایک تو کتابیں دیکھنا یا سُننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صُحبت کے ایسے بُزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مُطالعہ کرنا یا سُن لینا اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا جائے تو اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لئے نکال لینا چاہیئے جس میں اَپنے نفس سے اِس طرح باتیں کرو کہ :

"اے نفس! ایک دِن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے! اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جاوے گا۔ بیوی بچّے سب تجھے چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالےٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گُناہ زیادہ ہُوئے تو جہنّم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اِس لئے تُو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر۔ یہ عُمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تُو اس کی تمنّا کرے گا کہ کاش میں کُچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مُفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اِس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔"

ایک اللہ والے کی عجیب و غریب

نصیحت

حضرت اقدس حاجی محمد شریف صاحب نور اللہ مرقدہ خلیفہ مجاز حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زندگی گزارنے کا طریقہ کتاب (قرآن) اور سُنّت کا اِتباع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب میں بے چین رہنا چاہیئے۔ اُن ہی کی دُھن اُن ہی کا دھیان۔ بس یہی دین ہے۔ کسبِ دُنیا ناجائز نہیں مگر دِل اُدھر ہی لگا رہنا چاہیئے۔ ہر سانس ایک بیش قیمت جواہر اور گویا بھرپور خزانہ ہے جس سے ابدی سعادت حاصل ہو سکتی ہے اور جب عمر پوری ہو گی تو آخرت کی تجارت ختم ہو گی۔ وقت کو خُدا کی نعمت سمجھ کر اس کی قدر کرنا چاہیئے۔ آنکھ بند ہوتے ہی وقت ضائع کرنے کا پتہ چل جائے گا۔ پھر حسرت ہو گی مگر یہ حسرت کام نہ آئے گی۔ پھر دار الحساب ہو گا وہاں عمل نہیں۔ اب ہم دار العمل میں ہیں اُس حساب کی تیاری کر لینا چاہیئے۔ تمام تحقیقات تدقیقات دھری رہ جائیں گی۔ جس نے سب غموں کو ایک غم بنا لیا اور وہ ہے غمِ آخرت تو اللہ تعالیٰ اس کے دُنیاوی غموں کے لیے بھی کافی ہو جاتے ہیں اور جس نے سب غموں کو اپنے اوپر سوار کر لیا۔ حق تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔

رہ کے دُنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

جو بشر آتا ہے دُنیا میں یہ کہتی ہے قضا
مَیں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

مجذوبؒ
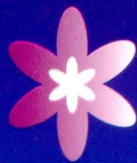
ترک دُنیا کر، نہ ہر لذّت کو چھوڑ
معصیّت کو ترک کر غفلت کو چھوڑ
نفس و شیطان لاکھ درپے ہوں مگر
تُو نہ ہرگز ذکر اور طاعت کو چھوڑ

مجذوبؒ

زیرِ سرپرستی : یادگار خانقاہ اِمدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چڑیا گھر۔ شاہراہِ قائدِاعظم۔ لاہور۔ پوسٹ بکس نمبر: 54000
پوسٹ بکس نمبر 2074 فیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310
E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

نفیر آباد ۰ باغبانپورہ ۰ لاہور فون: 042-6551774